سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا موثر لائحہ عمل

مجلہ محی الدین فیصل آباد

شمارہ نمبر 16 رمضان المبارک 1436ھ 2015ء

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

لیلۃ القدر
بخشش و مغفرت کا سنہری موقع

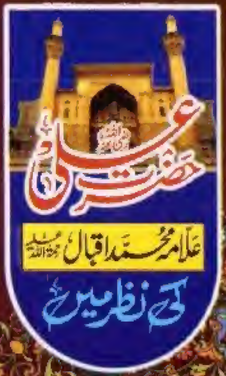

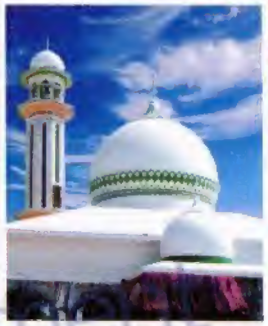

عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا جمعہ

ادب سکھانا والدین پر فرض ہے

رمضان کی بہار

روزے کی حقیقت

يا حي — يا قيوم

رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا
جے اک قطرہ بخشیں مینوں کم بن جاندا میرا

۷۸۶ / ۹۲

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

زیر سایہ لطف و کرم
آفتاب علم و حکمت واقف رموز حقیقت
سفیر عشق رسول سرتاج الاولیاء مرشد کریم
حضرت علامہ
پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
زیب سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر
چیئرمین محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل
چیئرمین نور ٹی وی

رمضان المبارک کی 27 ویں رات

حصول رحمت کیلئے
پر نور پر کیف ماحول میں

شب بیداری

پروگرام
- نماز تراویح
- تلاوت
- نعت خوانی
- ختم خواجگان
- خطاب
- صلوٰۃ التسبیح
- حلقہ ذکر
- دعا

سحری کا اہتمام ہوگا

بمقام
مرکزی جامع مسجد محی الدین سدھار جھنگ روڈ فیصل آباد

ایمان افروز خصوصی خطاب
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی
خطیب مسجد ھذا

خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

0345-7796179
0300-9654311
0321-7840000
0312-9658338

سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا موثر لائحہ عمل

نقیب صبح سعادت

مجلہ محی الدین فیصل آباد

شمارہ نمبر 16- ربیع اوّل 1436ھ 2015ء

فیضان صدیقی جاری رہیگا

بفیضان نظر سلطان نیری حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

زیر ظل عاطفت
آفتاب علم و حکمت واقف رموز حقیقت
حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
زیب سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

زیر سرپرستی

صاحبزادہ سلطان العارفین صدیقی پیر سلطان صاحب

صاحبزادہ نور العارفین صدیقی پیر نور العارفین

صاحبزادہ پیر زاہد قاسم صدیقی صاحب

مدیر اعلیٰ
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

مدیر معاون
پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صدیقی

مدیر
محمد دانش صدیقی ایڈووکیٹ

ہدیہ 10 روپے

مجلس ادارت

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی صاحب
شیخ الحدیث علامہ محمد مرتضیٰ عطائی صاحب
علامہ محمد معظم الحق محمودی صاحب
علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب
ڈاکٹر عبدالشکور ساجد صاحب
پروفیسر عبدالخالق توکلی صاحب

مجلس رفقاء

خلیفہ مشتاق احمد علائی صدیقی
خلیفہ طارق جمیل صدیقی، خلیفہ محمد بشیر صدیقی
شیخ بشیر داؤد صدیقی، شیخ محمد آصف صدیقی
ڈاکٹر امتیاز احمد شیخ، ڈاکٹر محمود یوسف شیخ
حاجی محمد عادل صدیقی، شیخ محمد نعیم صدیقی
پیر سید شہباز شاہ، میاں عقیل احمد صدیقی
محمد صفدر صدیقی، محمد رمضان ڈوگر صدیقی
محمد عاطف امین صدیقی، محمد یسین صدیقی
حاجی حامد محمود صدیقی، حاجی محمد شبیر صدیقی
محمد بابر صدیقی، انعام الحق صدیقی
صوفی غلام رسول شرقپوری، محمد اظہر صدیقی
قیصر سبحانی صدیقی، محمد ہمایوں صدیقی

اس شمارے میں

اداریہ: رمضان کی بہار ____ 2
روزے کی حقیقت ____ 3
لیلۃ القدر ____ 4
ادب سکھانا والدین پر فرض ہے ____ 11
ذالک الکتاب لاریب ____ 13
حضرت علی رضی اللہ عنہ اقبالؒ کی نظر میں ____ 20
عہد نبوی ﷺ کا پہلا جمعہ۔ تاریخ پس منظر 26
عرس مبارک کی رپورٹ ____ 29

کمپوزنگ: محمد عثمان قادری • ٹائٹل ڈیزائن: محمد کلیم رضا

جملہ ممبران
محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

رابطہ آفس
فاروق آرٹس
سیکنڈ فلور وکیلانوالی گلی نمبر 4-5 کچہری بازار فیصل آباد

رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

جامع مسجد محی الدین
سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

Remove Watermark Now

ادار یہ:

رمضان کی بہار

ماہ رمضان المبارک کے کیا کہنے۔

جب چاند طلوع ہوتا ہے۔ مسجدوں کی رونق میں اضافہ ۔۔۔۔ سحری کے پُر نور لمحات میں بیداری ۔۔۔ نمازوں کا ذوق وشوق کے ساتھ باجماعت اہتمام ۔۔۔ قرآن مجید کی تلاوت کا ماحول ۔۔۔ تراویح کا فیضان ۔۔۔ بوقتِ افطار اللہ کی نعمتوں سے دسترخوان کا سج جانا ۔۔۔ جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں مسجدوں کے باہر صفوں کا بچھایا جانا ۔۔۔ ایثار کے جذبات میں اضافہ ۔۔۔ صدقہ وخیرات کی تقسیم کی سعادت ۔۔۔ مہمان نوازی ۔۔۔ غریب پروری ۔۔۔ بے لوث محبتیں ۔۔۔ تحائف کی تقسیم ۔۔۔ لنگر کی تقسیم کا حسین وجمیل سلسلہ پُر کیف نظارہ دے رہا ہوتا ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام کے چاہنے والے اس مہینہ میں اپنے محبوب نبی ﷺ سے وفاداری کا ثبوت پیش کر رہے ہیں اور حقوق العباد کے حتی المقدور تقاضے بھی پورے فرما رہے ہیں۔

میری ایک ادنیٰ گزارش ہے کہ یہ سب بہاریں رمضان المبارک کی برکت سے ہیں۔ مان لیا نفل کا ثواب فرض کے برابر ہو جاتا ہے اور ہر نیکی کے اجر میں بے حساب اضافہ ہو جاتا ہے۔

لیکن دوستو! رمضان المبارک کی برکتیں سمیٹ کر اور شب قدر کی بخشش سمیٹ کر رمضان المبارک کے بعد بھی مساجد کی آبادکاری اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار رہتے ہوئے صدقہ وخیرات کی تقسیم جاری رکھنا ہو گی۔ اگر رمضان المبارک والا نورانی ماحول ہماری زندگیوں میں رچ بس جائے تو یقیناً ہم رمضان المبارک والی بہار میں ہر لمحہ مستغرق رہ سکتے ہیں اور اللہ کے دوستوں کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔

آؤ دوستو! رمضان المبارک کے بعد اگلے رمضان المبارک کے انتظار میں بے قرار ہو کر اللہ کے ذکر میں ۔۔۔۔ نور قرآن وحدیث میں غوطہ زن ہو کر ۔۔۔۔ درود وسلام پڑھتے ہوئے ایک مثالی مسلمان ۔۔۔۔ حقوق العباد پورے کرتے ہوئے ایک اعلیٰ انسان بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

(مدیر اعلیٰ مجلہ محی الدین)

روزے کی حقیقت

از: استاذ العلماء خواجہ وحید احمد قادری صاحب

روزے کی حقیقت اور فلسفہ کیا ہے؟ اس کے سمجھنے میں کسی زبان کا کوئی دوسرا لفظ ہماری مدد نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے ہمیں عربی زبان کے لفظ ''صوم'' کا لغوی مفہوم دیکھنا پڑے گا۔ صاحب مفردات امام راغب کہتے ہیں۔ کہ ''صوم'' کے اصل معنی کسی کام سے رک جانے ہیں۔ خواہ اس کا تعلق کھانے پینے سے ہو یا گفتگو کرنے یا چلنے پھرنے سے اس بنا پر گھوڑا چلنے یا چارہ کھانے سے رک جائے تو اسے ''صائم'' کہا جاتا ہے۔ تھمی ہوئی ہوا اور دوپہر کے وقت کو بھی ''صوم'' کہتے ہیں۔ اس تصور کے ساتھ کہ اس وقت سورج وسطِ آسمان پر رک جاتا ہے۔

امام راغب کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے رک جانے کی کیفیت کا نام ''صوم'' ہے۔ چونکہ روزے کی حالت میں مسلمان دن کے وقت کھانے پینے اور ازدواجی تعلقات سے رک جاتے ہیں۔ اس لئے اسے صوم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اہل علم کو خوب معلوم ہے۔ کہ خدا کی طرف سے مسلمانوں کے لئے یہ بات ضرورت ٹھہرائی گئی ہے۔ کہ صوم کی حقیقت اور معنویت حاصل کرنے کیلئے وہ گناہوں کے ارتکاب سے پوری طرح رک جائیں۔ زبان جھوٹ بولنے اور غیبت کرنے سے رک جائے۔ کان لغو باتیں نہ سنیں۔ ہاتھ کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ پاؤں غلط راستے اور آنکھیں ہر وہ چیز دیکھنے سے رک جائیں۔ جسے دیکھنے سے شریعت منع کرتی ہے۔ عارفانِ شریعت کا کہنا ہے کہ کھانا پینا ایک حلال امر ہے۔ اسے ایک معین مدت تک حرام قرار دینے سے اہلِ ایمان میں یہ شعور پیدا کرنا مقصود ہے۔ کہ جب رضائے الٰہی کے حصول کیلئے کبھی کبھی ترک مباحات بھی لازم آتا ہے۔ تو ہم ابدی ممنوعات اور محرمات میں ملوث ہوتے ہوئے فلاح اخروی سے کس طرح ہم کنار ہو سکتے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ روزہ کی حالت میں کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جھوٹ گالی غیبت وغیرہ سے نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اس کی مثال یوں ہے۔ جیسے ایک انڈا ہے کہ وہ گر کر ٹوٹ جاتا

pdfelement

Remove Watermark Now

ہے۔اور دوسرا ہے کہ بظاہر تو ثابت لگتا ہے۔لیکن اندر سے خراب ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔روزے کے ممنوعات کی بھی یہی صورت ہے۔کچھ ممنوعات تو ظاہری ہیں۔ان کا ارتکاب کیا جائے تو ہر شخص جان لیتا ہے۔کہ روزہ ٹوٹ گیا۔مگر کچھ ممنوعات باطنی اور روحانی ہیں۔ان سے بظاہر روزہ ٹوٹتا نہیں۔اندر ہی اندر خراب ہو کر اپنی ممنوعیت کے اعتبار سے گندے انڈے کی طرح بے کار ہو جاتا ہے۔یہی وہ بات ہے جسے حضور نبی اکرم ﷺ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

''جو شخص غلط، جھوٹ اور گناہ کی بات اور اس پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا تو اللہ کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔ایک دوسرے موقع پر فرمایا۔''کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں جن کو بھوکا پیاسا رہنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔

قرآن حکیم نے روزے کی مقصدیت پر روشنی ڈالتے ہوئے۔اپنے اسلوبِ خاص کے مطابق ایک بڑا بلیغ لفظ استعمال کیا ہے۔''**لعلکم تتقون**'' تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ تم تقویٰ حاصل کر سکو۔تقویٰ کیا چیز ہے؟ اس کی بہترین تشریح صحابی رسول حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے۔ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں۔انہوں نے کہا۔''کیا آپ کبھی ایسے راستے سے گزرے ہیں۔جس کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں؟ حضرت عمر نے جواب دیا ہاں پوچھا آپ اس طرح کا راستہ کس طرح طے کرتے ہیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے کپڑوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ لیتا ہوں کہیں وہ جھاڑیوں میں نہ اُلجھ جائیں۔حضرت ابی نے فرمایا۔''بس یہی تقویٰ ہے''۔

دیکھا جائے تو یہ مثال دنیا کی اس زندگی پر بڑی اچھی طرح صادق آتی ہے۔دنیا کی یہ گزرگاہ بھی دورویہ خواہشات اور تحریصات کی خاردار جھاڑیوں سے اٹی پڑی ہے۔اس میں بے احتیاطی سے چلا جائے تو دامن قدم قدم پر تار تار ہو جاتا ہے۔متقی وہ ہے۔جو اس راستے پر پھونک پھونک کر قدم رکھے اور اپنے دامن کو گناہ کے کانٹوں سے بچاتا ہوا منزل مقصود پر پہنچ جائے وہ کبائر ہی سے رحقداز نہ کرے صغائر سے بھی کنارہ کش ہو جائے۔بقول حضرت امام ابنِ تیم وہ یہ

نہ دیکھے کہ گناہ کتنا چھوٹا ہے۔یہ غور کرنے کا خوگر ہو جائے کہ جس کی نافرمانی کی جارہی ہے۔وہ کتنا بڑا ہے۔عربی کے ایک شاعر نے خوب کہا۔''چھوٹے اور بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دو تقویٰ اسی کا نام ہے اور چھوٹے گناہوں کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ کنکروں سے ہی پہاڑ بن جاتے ہیں۔''

سرکار ﷺ نے فرمایا۔روزے دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے پروردگار کی ملاقات کے وقت۔فرمایا روزہ آتشِ دوزخ سے بچانے کیلئے ایک ڈھال ہے۔فرمایا۔روزے دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک وعنبر سے بڑھ کر ہے۔فرمایا اللہ تعالیٰ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا قبول فرماتا ہے۔فرمایا۔ماہِ رمضان کے پہلے دس دن سراپا رحمت، اس کی دوسری دہائی مجسم مغفرت اور اس کے آخری دن جہنم سے نجات اور رستگاری کے دن ہیں۔

فرمایا۔روزے داروں کو ایک خاص دروازے سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔جسے باب الریان یعنی سیرابی کا دروازہ کہتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ نے روزے کی جو یہ اور دوسری اس طرح کی بیشمار فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔تو خوب جان لیجئے۔کہ یہ روزے کی ظاہری صورت پوری کر دینے والے شخص کے حصے میں نہیں آتیں۔اس کیلئے اسلام نے دو شرطیں مقرر کی ہیں۔جن کی پابندی کی جائے تو روزے کے سارے روحانی اور مادی فائدے حاصل ہو جاتے ہیں۔ورنہ دوسری صورت میں بھوک پیاس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔یہ شرطیں کیا ہیں؟

فرمایا''شرط اول یہ ہے کہ''**من صام رمضان ایماناً**''جس نے روزے رکھے ایمان کے ساتھ۔یعنی جس نے روزے صرف رضائے الٰہی کیلئے رکھے۔اس کے سوا اس کے سامنے کوئی مقصد نہ تھا۔اگر اس کی نتیجے میں اسے جسمانی فوائد حاصل ہو جائیں تو یہ اللہ کی دین ہے۔اس کی رحمت ہے ورنہ وہ تو روزے رکھنے کیلئے اس صورت میں بھی تیار تھا۔جب اسے یقین تھا کہ اس سے میری صحت بگر جائے گی۔

اسلام کی شرط سے معلوم ہوا کہ مرن برت، بھوک ہڑتال اور دوسرے مذاہب کے

pdfelement

Remove Watermark Now

روزے اجر وثواب کے نقطہ نظر سے اس لئے بیکار ہیں کہ انہیں ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کی روح کارفرما نہیں ہوتی۔

ایمان کے ساتھ دوسری شرط اپنے احتساباً کی عائد فرمائی۔ یعنی روزے دار روزے کی حالت میں قدم قدم پر اپنا محاسبہ کرتا رہے کہ کہیں اس سے شریعت کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی۔

کوئی شک نہیں کہ روزے کے اندر وہ ساری برکتیں اور فضیلتیں ہیں جنہیں اللہ اور رسول نے بیان فرمایا ہے۔ اس نسخہ شفاء کو ہر زمانے میں لاکھوں کروڑوں افراد نے آزمایا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ ہم اس کی صورت کا تو لحاظ کرتے ہیں۔ اس کی روح کا نہیں ہم روزے کی حالت میں بدستور گناہوں کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ ہم روزے کے انوار و برکات کو اپنے دامن میں نہیں سمیٹ پاتے اور اس کے فلسفہ اور فضیلت کے بارے میں مشکوک وشبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ معدہ کو آرام پہنچانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم روزہ رکھیں۔ نبی اکرم ﷺ مہینے میں کم از کم تین روزے رکھتے تھے۔ ہفتے میں دوشنبے کو بھی عام طور پر آپ کا روزہ ہوتا تھا۔ اگر ہمارے لئے ایسا کرنا مشکل ہو تو پھر سال میں کامل ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھ کر معدے کو سالانہ تعطیلات دی جاسکتی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ یار لوگ اس زمانے میں افطاری وسحری کے وقت اس غریب پر ظلم ڈھاتے اور معمول سے کہیں زیادہ مشقت کا بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے روزے کو جسم کی زکوٰۃ قرار دیا ہے۔

ابن ماجہ میں ہے آپ نے فرمایا۔ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

قارئین کرام کو رمضان المبارک کی رحمت بھری مغفرت اور نار جہنم سے آزادی کی ساعتیں مبارک ہوں (ادارہ)

صدقہ فطر اس سال 80 روپے فی کس ہو گا

آپ اپنی زکوٰۃ صدقات عطیات محی الدین ٹرسٹ کو دیں۔ جزاک اللہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

لیلۃ القدر

بخشش و رحمت کا سنہری موقع

از: سید اظہر علی شاہ مجددی صاحب

شب قدر کے بارے میں کوئی تعین نہیں ہے کہ فلاں رات شب قدر ہے۔ مگر اتنا ضرور ہے۔ یہ ماہ رمضان المبارک کی ایک قدر والی رات ہے۔ جسے صرف تلاش کرنے والے ہی پاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ماہ رمضان المبارک کے موقع پر ایک دفعہ یوں ارشاد فرمایا۔

ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا "تمہارے پاس ایک باعظمت اور برکت والا مہینہ آ گیا ہے۔ ایسا مہینہ کہ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔" (بیہقی)

شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ (مسلم شریف)

بخاری شریف میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت ہے۔ شب قدر کی تلاش میں رسول اکرم ﷺ نے رمضان شریف کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا پھر حضور نے درمیانی عشرہ میں ترکی خیمہ کے اندر اعتکاف فرمایا پھر سر مبارک خیمہ سے باہر نکال کر فرمایا کہ میں نے اس رات کی تلاش میں رمضان شریف کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا مگر پتہ نہ چلا پھر فرشتے نے میرے پاس آ کر کہا کہ شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ آخری عشرہ کے تعین کے بعد یہ بھی احادیث سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر کو طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (مسلم شریف)

طاق راتوں سے مراد اکیسویں، تیئسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انتیسویں رات ہے۔

pdfelement

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ باہر تشریف لائے تا کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع دیں۔ مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ جس وجہ سے اس کا تعین اُٹھا لیا گیا۔ کچھ بعید نہیں کہ یہ اٹھا لینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ لہٰذا اب اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اس بحث سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ شب قدر طاق راتوں میں سے کوئی ہوتی ہے۔

ستائیسویں رات بحیثیت شب قدر

آئمہ مجتہدین کے ایک گروہ نے اپنے خیال کے مطابق رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر قرار دیا اور ان کے خیال کے مطابق ہر سال ستائیسویں رات ہی شبد قدر ہوتی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ستائیسویں شب کو یقیناً شب قدر کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے قائل تھے اور فرماتے ہیں کہ زیادہ باوثوق ستائیسویں رات ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی اسی کے قائل تھے۔ اکثر مفسرین اور علماء کرام بھی اسی پر اتفاق رائے کرتے ہیں۔ کہ شب قدر ستائیسویں رات ہی ہوتی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی رائے کے حامی تھے۔

ستائیسویں رات کو دوسری راتوں پر ایک فضیلت یہ بھی ہے۔ کہ اس رات کو اکثر مساجد میں تراویح میں قرآن پاک مکمل ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ رات جشن قرآن کے نام سے مشہور ہوگئی ہے۔ اور لوگ جوق در جوق عبادت کرتے ہیں اس لئے ستائیسویں کی فضیلت زیادہ ہے۔

شب قدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بدل بدل کر آتی رہتی ہے۔ لیکن زیادہ تر ستائیسویں رات ہی ہوتی ہے اور اسی رات کا شب قدر ہونا زیادہ قرین قیاس ہے۔

پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حلفاً یہ کہا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں تاریخ ہے۔ پس میں نے پوچھا کہ اے ابومنذر (حضرت ابی بن کعب کی کنیت تھی) آپ یہ بات کس بناء پر کہہ رہے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا ایک علامت پر کہہ رہا ہوں۔ جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں

بتائی تھی اور وہ نشانی ی ہے کہ اس روز جو سورج نکلے گا اس میں تیزی نہ ہوگی۔ (مسلم شریف)

اسی حدیث کی بناء پر یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہی زیادہ تر شب قدر ہوتی ہے کیوں کہ اس سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو صبح تک عبادت میں معروف رہتا ہے۔ وہ مجھے پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ رمضان کی ساری راتوں میں شب بیداری کرے۔

نوافل شب قدر

اس رات کو جس طرح بھی اور جتنا بھی اللہ کے حضور اپنا عجز و نیاز پیش کیا جائے کم ہے۔ چنانچہ شب قدر میں بیدار رہ کر ہم بھی اسی طرح عبادت کی کوشش کریں جس طرح ہمارے نبی مکرم ﷺ کرتے تھے۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد کثرت سے نوافل اور تلاوت قرآن اور ذکر اذکار کیا جائے تا کہ پروردگار عالم کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں میسر ہوسکیں۔

دو رکعت نفل: ۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الم نشرح ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص تین تین بار پڑھے۔ نوافل سے فارغ ہو کر سات بار سورۃ القدر پڑھیں۔

دو رکعت نفل: ۔ ہر رکعت میں سوۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سات بار پڑھیں۔ نوافل مکمل ہونے کے بعد ستر بار یہ پڑھیں۔

استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ استغفر اللہ

دو رکعت نفل: ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار

چار رکعت نفل: ۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک بار اور سورۃ اخلاص ستائیس بار

چار رکعت نفل: ۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ التکاثر ایک بار سورۃ اخلاص گیارہ بار

چار رکعت نفل: ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین بار سورۃ القدر اور سورۃ اخلاص۔ پچاس بار پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد سجدے میں جا کر ایک مرتبہ یہ پڑھے

Remove Watermark Now

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

بارہ رکعت نفل:۔ چار چار کر کے ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر ایک ایک بار سورۃ اخلاص پندرہ پندرہ بار۔ سلام پھیرنے کے بعد چار چار رکعت کر کے سولہ نوافل اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار سورۃ کافرون تین بار، دوسری رکعت میں فاتحہ ایک بار سورۃ اخلاص پانچ بار، تیسری رکعت میں فاتحہ ایک بار سورۃ فلق تین بار، چوتھی رکعت میں فاتحہ ایک بار سورۃ الناس گیارہ بار، اس کے بعد کثرت سے یہ پڑھے۔

اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی

بیس رکعت نوافل:۔ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار، سورۃ اخلاص اکیس بار

صلوٰۃ التسبیح:۔ اس رات میں نماز تسبیح کی چار رکعت ادا کر کے بھی انسان بے شمار دینی و دنیوی و اخروی سعادتیں حاصل کر سکتا ہے۔

pdfelement

ایصالِ ثواب کیجئے (تمام اُمتِ مرحومہ کیلئے)

معروف ثناء خواں برادر طریقت حافظ لیاقت علی صدیقی کی والدہ رضائے الٰہی سے وفات پا گئیں نمازِ جنازہ بڑے قبرستان میں علامہ حافظ عدیل یوسف صدیقی صاحب نے پڑھائی۔

☆ حاجی محمد احمد نقشبندی شہیر آرٹس والوں کے ماموں جان محمد بلال کے والدِ گرامی حاجی محمد احمد رضائے الٰہی سے وفات گئے۔ اللہ رحیم و کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے تصدق بخشش و مغفرت فرمائے اور شفاعتِ رسول ﷺ نصیب فرمائے۔ آمین (ادارہ)

ادب سکھانا والدین پر فرض ہے

مرشد کریم حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات "مفتاح الکنز" سے انتخاب

اس گئے گزرے دور میں آگاہی اور آداب سے مودب قوم، قبیلہ اور افراد جس گھر میں ہوں اس گھر پر اللہ کی رحمت ہے۔ میرا آپ کے ساتھ محبت و خلوص کا تعلق ہے۔ وہ تعلق جو پسِ پشت بھی قائم رہے اور یاد آنے کے بعد اچھے کلمات منقش کرے وہ عنداللہ اچھا تعلق ہے۔ وہ لوگ جن کے پاس دنیا سے زیادہ آخرت کا سودا موجود ہے۔ وہ خوش نصیب و بلند بخت لوگ ہیں۔ جو آدمی دنیا میں اُلجھ کر حقیقت سے دور ہو اور گل و گلزار کو چھوڑ کر کیچڑ میں پھنس جائے وہ اپنی زندگی میں ناکام آدمی ہے دنیا مسلسل ایک جہاد ہے۔ اس جہاد میں انسان کاروبار دنیا نہ چھوڑے ورنہ جہاد ختم ہو جائیگا۔ دنیا کا قبضہ اپنے ہاتھ میں رکھیں تاکہ جہاد جاری رہے جن لوگوں کے دل و روح اللہ اور اللہ کے محبوب کی اطاعت میں رہیں وہ خوش نصیب و بلند بخت انسان ہیں۔ اپنے خاندان میں بچیوں کا انتخاب خاندان کے اندر اتحاد کی بنیاد ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت مائی حاجرہ رضی اللہ عنہا کو جب مکہ شریف میں چھوڑا اس وقت وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ ایک عرصے کے بعد جب واپس تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہو کر شادی شدہ ہو چکے تھے۔ اُس روز آپ شکار کے لئے گئے تھے اور گھر میں صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اہلیہ موجود تھیں۔ آپ نے پوچھا بیٹی آپ کے شوہر کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا وہ شکار کے لئے گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا وقت کیسا گزرتا ہے؟ جواب ملا تنگدستی و پریشانی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ میں واپس جا رہا ہوں تمہارے شوہر واپس آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا۔ اور پیغام دینا کہ دہلیز بدلیں۔ شام کو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر لوٹے تو پوچھا کہ کوئی مہمان تو نہیں آئے تھے۔ بیوی نے جواب دیا۔ ہاں ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور پیغام دے گئے ہیں۔ کہ دہلیز بدلیں آپ نے فرمایا وہ میرے والد گرامی علیہ السلام تھے۔ وہ اللہ کے پیغمبر ہیں تم نے ان سے رویہ اچھا نہیں رکھا۔ ان کے پیغام کا مطلب یہ ہے کہ آج کے بعد تم میری طرف سے فارغ ہو کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے اتفاق سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اُس روز بھی

گھر میں موجود نہیں تھے۔ بہو نے انہیں بٹھایا۔ پانی پلایا گھر میں جو کچھ موجود تھا۔ وہ پیش کیا۔ آپ نے پوچھا تمہارے شوہر کہاں ہیں۔ بہو نے عرض کیا وہ شکار کے لئے گئے ہیں۔ پوچھا گزر اوقات کیسی ہوتی ہے؟ عرض کیا بہت اچھی ہوتی ہے۔ وقت پر کوئی چیز مل جائے تو پکا کر کھا لیتے ہیں۔ اور نہ ملے تو ہم اللہ کے ذکر میں ایسے محو ہو جاتے ہیں کہ بھوک کا احساس ہی نہیں رہتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا آپ کے شوہر شاید دیر سے آئیں گے۔ میں جا رہا ہوں۔ وہ جب واپس آئیں تو انہیں کہہ دینا دروازہ بہت اچھا اس کو ساری زندگی تبدیل نہیں کرنا۔

جوان بچے اور بچیاں جب بڑوں کے سکھائے آداب کے دائرے میں زندگی گزاریں تو اللہ کی رحمت ان کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ بچوں کی تربیت دینی خطوط پر کی جائے تو یہی اولاد والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہوتی ہے بچوں کو علم کے ساتھ ساتھ ادب سکھانا والدین کے لئے فرض ہے۔ آج کل لوگ صرف علم پر دھیان دیتے ہیں اور ادب کا خیال نہیں رکھتے۔ ادب کے بغیر علم ایسا ہے جیسے روح کے بغیر جسم۔ ایک کامیاب انسان کے لئے علم اور ادب دونوں لازم وملزوم ہیں۔

راولپنڈی 9 جنوری 2014

درس قرآن اگر ہم نے نہ بھلایا ہوتا　　یہ زمانہ زمانے نے نہ دکھایا ہوتا

روزانہ بعداز نماز عصر

درس قرآن وحدیث

عجوہ مسجد عجوہ سنٹر
وکیلانوالی گلی نمبر 6
چنیوٹ کچہری بازار فیصل آباد

خطاب:۔ علامہ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب (خطیب جامع مسجد محی الدین سدھار فیصل آباد)
احباب نماز عصر عجوہ مسجد میں ادا فرمائیں اور درس قرآن وحدیث کے نور سے خود کو منور فرمائیں

الداعی: صوفی محمد عمران نقشبندی، علامہ محمد فرزان نقشبندی وجملہ اراکین مسجد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ذالك الكتاب لاريب

از: صاحبزادہ محمد معظم الحق محمودی صاحب

قرآن کتاب انقلاب، قرآن کتاب ہدایت، قرآن کتاب نور، قرآن کتاب قانون اور ضمانتِ نجات ہے۔ تخلیقِ عالم سے ہزاروں سال قبل لوحِ محفوظ پر فرشتوں نے جب اس صحیفہء نوری کو ملاحظہ کیا تو وہ بھی ذوق میں آ کر کہنے لگے کہ وہ امت کس قدر خوش بخت ہے جس پر یہ کتاب نازل ہوگی۔ وہ سینے کس قدر سعادتوں کے منبع ہیں جہاں یہ کتاب نقش ہوگی۔ اور وہ زبانیں کس قدر نعیبہ ور ہیں جو اس کی تلاوت معمور رہیں گی۔ (مشکوۃ شریف باب فضائل القرآن)

آسمانی کتابوں میں اس کتاب کو یہ انفرادیت نصیب ہے۔ کہ اس میں تبدیلی، ترمیم اور تحریف کا گمان تک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ خلاق کائنات خود ہی اس کا محافظ ہے۔ جس نے اس میں دخل اندازی کرنے والے ہر باطل کا رستہ بند کر دیا ہے۔ اور اعلان کر دیا کہ اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ساتھ ساتھ ہر اس مخلوق کو چیلنج کر دیا جس کی طرف سے اس کتاب عظیم کو جھٹلانے کا امکان ہو سکتا تھا کہ تم سارے مل کر بھی اس کی مثل اور مثال بنانے پر قادر نہیں ہو۔

قرآن ہی وہ کتاب عظیم ہے جو بھری کائنات میں سب سے زیادہ چھپتی ہے اور سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے اور سب سے زیادہ عمل بھی اگر پوری دنیا میں ہو رہا ہے تو وہ بھی اس کتاب عظیم کا خاصہ ہے اور اسی کتاب کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ ساری کی ساری کروڑوں لوگوں کو از بر رہی ہے اور رہے گی۔

اس کتاب مبین نے جو پیشین گوئیاں کیں وہ حرف بحرف صداقت کا نشان بنتی گئیں اور پیشین گوئیوں کا سچا ثابت ہونا بھی اس کتاب کی صداقت وحقانیت کی دلیل بن گیا۔ یہ وہ یکتا کتاب ہے جس نے اپنے نبی کے علاوہ گزشتہ انبیاء ورسل کی تعظیم کو واجب قرار دیا بلکہ ان پر ایمان لانا لازمی قرار دیا اور سابقہ آسمانی کتابوں کی صداقت بھی بیان کی اور ان پہ ایمان لانا ایمان کی نشانی فرما دیا۔!

Remove Watermark Now

اس کتاب کی تلاوت سے تھکتا کوئی نہیں۔ سینکڑوں، ہزاروں بار پڑھنے سے اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ بلکہ ذوق میں بالیدگی، شوق میں تازگی اور لطف و سرور میں جولانی نصیب ہوتی ہے۔ قرآن بڑے اعتماد سے خود اس کیفیت کو بیان کرتا ہے کہ "اہلِ ایمان کے سامنے جب اس کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور ان کی آنکھوں میں ہیرے جھلمل کرتے نظر آتے ہیں۔ اہلِ علم نورِ ایمان اور نورِ نبوت کی خیرات لے کر اس کی گہرائیوں میں جب اترتے ہیں تو زندگیاں گزر جاتی ہیں۔ مگر انہیں کنارہ نظر نہیں آتا۔ وہ جو داد تحقیق دینا شروع کرتے ہیں تو کائنات انگشت بدنداں ہو جاتی ہے۔ حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ ایک سورۃ فاتحہ کی تفسیر کرنے بیٹھتے ہیں تو ایک لاکھ چالیس ہزار نو سو ننانوے تفاسیر لکھ دیتے ہیں۔ امام شعرانی شیخ فضل الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ انہوں نے سورۃ فاتحہ کی دو لاکھ چالیس ہزار نو سو ننانوے تفاسیر سپرد قلم فرما دیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو جب سرورِ بزم کائنات ﷺ کی دعا سے خیرات علم نصیب ہوئی۔ (اللھم علمہ الکتاب) تو وہ پکار اٹھے "لو ضاعت عقال بعیری لو جدته فی القرآن" (میرے اونٹ کی نکیل گم ہو جائے تو اسے بھی سطور قرآن سے ڈھونڈ نکالوں گا)۔ اور باب مدینۃ العلم نے دستگیر کائنات ﷺ کی توجہ خاص کی بدولت یہاں تک کہہ دیا۔ "جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنه افهام الرجال" (وہ کوئی علم ہے ہی نہیں جو قرآن میں موجود نہ ہو۔ اگر کسی کو خبر نہ ہو تو فہم و عقل کا قصور ہو سکتا ہے) قرآن تو بحرِ زخار ہے ایسا کیوں نہ ہو، خالق حسن و ادا نے جو کہہ دیا ہے کہ اس کتاب میں کسی چیز کے بیان کو ہم نے چھوڑا ہی نہیں (ما فرطنا فی الکتاب من شئی)

یہاں ضمناً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب قرآن میں کائنات کے تمام علوم مندرج ہیں۔ خشک و تر کا ذکر اس میں موجود ہے۔ اصغر و اکبر سے قرآن کی سطور معمور ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ قرآن یہ بھی واضح کرتا ہے کہ قرآن علوم، قرآنی بصیرتیں، قرآنی حکمتیں اور تمام قرآنی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اسرار اس ہستی کے سینہ میں منتقل کر دی گئیں ہیں جس پہ یہ کتاب روشن اتار دی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ " وانزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شئی " اے محبوب ﷺ نزولِ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ہر چیز کو کھول کر بیان فرما دیں۔ ہر چیز کی وضاحت وہی کر سکتا ہے جو خود اس کے تمام گوشوں کے حقائق سے باخبر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ چشمِ فلک نے یہ منظر بھی دیکھا۔ کہ نبی عالم ﷺ برسرِ منبر فرما رہے تھے۔ "سلونی عما شئتم مادمت فی مقلمی هذا" میں جب تک اس جگہ کھڑا ہوں جو چاہو مجھ سے پوچھ لو میں جواب دوں گا۔ (بخاری شریف)

اس کتاب کی تلاوت کرنے والوں کو رحیم و کریم رب کیسے کیسے انعامات سے نوازتا ہے۔ کس قدر عزتیں اور رفعتیں عطا فرماتا ہے۔ یہ اس کی اپنی شانِ کریمی کے انداز ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن پڑھنے والا قیامت کے دن جب آئے گا تو قرآن کہے گا اے رب! اس کو لباس پہنا اور اسے تاج کرامت پہنایا جائے گا قرآن پھر عرض کرے گا اے رب کریم! زیادہ عطا فرما اے رب اس سے راضی ہو جا، قرآن پڑھنے والے سے فرمایا جائے گا قرآن پڑھتا جا اور بلندیوں پر چڑھتا جا۔

اس امت کے لاکھوں افراد کو رب جلیل نے قرآن کی محبت عطا فرمائی۔ کثرت سے قرآن کی تلاوت کا معمول رہا۔ روزانہ ایک ختم قرآن تو معمولی بات تھی۔ آج بھی میرے مشاہدے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اس دور میں ختم قرآن کا معمول رکھتے ہیں۔

اپنے قارئین کی نذر ایک خوبصورت واقعہ پیش کر رہا ہوں کہ شغف بالقرآن کے حوالہ سے اس امت میں کیسے کیسے لوگ موجود رہے ہیں۔

یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پیش آتا تھا۔ جو اپنے دور کے بڑے عابد و زاہد محدث و فقیہہ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔ ہوا یہ کہ آپ سفر حج پر جا رہے تھے۔ کہ دوران سفر میں آپ کی ملاقات ایک سن رسیدہ خاتون سے ہوئی جو قافلے سے بچھڑ کر راستہ بھٹک گئی تھی اور درخت کے ایک تنے کے پاس بیٹھی تھی۔ آپ اس کے

pdfelement

Remove Watermark Now

پاس سے گزرے خاتون کو پریشان اور مایوس پا کر آپ نے اس سے بات چیت کی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ خاتون آپ کی ہر بات کا جواب قرآنی آیات سے دیتی تھی۔ اس واقعہ سے جہاں قرآن مجید کی جامعیت و وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں اسلاف کی اس سے عقیدت و محبت کا بھی کچھ اندازہ ہوتا ہے۔ لیجئے وہ بات چیت ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خاتون:۔ **سلام قولا من رب رحیم**: یعنی سلام نہایت مہربان کا قول ہے۔ مراد یہ ہے کہ سلام کا جواب تو خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: آپ کہاں سے آرہی ہیں؟

خاتون:۔ وہ (خدا) جو اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔ مراد یہ ہے کہ میں مسجد اقصیٰ سے آرہی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: آپ یہاں کب سے ہیں؟

خاتون:۔ وہ (خدا) مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ یعنی کہیں نہ کہیں سے رزق مہیا ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: کیا وضو کا پانی موجود ہے؟

خاتون:۔ اگر تم پانی نہ پاؤ تو مٹی سے تیمم کرلو (یعنی کہ پانی نہیں مل رہا ہے سو تیمم کر لیتی ہوں)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: یہ کھانا حاضر ہے کھا لیجئے۔

خاتون:۔ روزے رات کے آغاز تک پورے کرو (اشارہ یہ تھا کہ میں روزے سے ہوں)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے؟

خاتون:۔ اور جو نیکی کے طور پر خوشی سے روزے رکھے تو بے شک اللہ تعالیٰ شکر گزار اور حلیم ہے۔ (یعنی میں نے نفلی روزہ رکھا ہے)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: لیکن سفر میں تو روزہ افطار کر لینے کی اجازت ہے۔

خاتون:۔ اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: آپ میرے جیسے انداز میں بات کریں۔

خاتون:۔ وہ انسان کوئی بات نہیں کرتا کہ اس کے پاس ایک مستعد نگہبان ضرور ہوتا ہے۔ (یعنی چونکہ انسان کے ہر لفظ پر ایک فرشتہ نگہبان کرتا ہے اور اس کا اندراج ہوتا ہے اس لئے بر بنائے احتیاط میں قرآن کے الفاظ میں ہی بات کرتی ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو؟

خاتون:۔ جو بات تمہیں معلوم نہ ہو اس کے درپے نہ ہو۔ بے شک کان، آنکھ اور دل اس کی طرف سے جواب دہ ہیں۔ یعنی جس معاملے کا پہلے سے آپ کو کچھ علم نہیں ہے۔ اور جس سے کچھ واسطہ نہیں ہے اسے پوچھ کر اپنی قوتوں کو کیوں ضائع کرتے ہو؟

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: مجھے معاف کر دو میں نے واقعی غلطی کی۔

خاتون:۔ آج تم پر کوئی ملامت نہیں اور اللہ تمہیں بخشش دے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: کیا آپ میری اونٹنی پر بیٹھ کر قافلہ سے جا ملنا پسند کریں گی؟

خاتون:۔ اور تم جو نیکی کرتے ہو اللہ اسے جان لیتا ہے (یعنی اگر آپ مجھ سے حسنِ سلوک کرنا چاہیں تو اللہ اس کا اجر دے گا)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: اچھا تو پھر سوار ہو جائیے (یہ کہہ کر حضرت نے اپنی اونٹنی بٹھا دی)؟

خاتون:۔ اور ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (خواتین کا سامنا ہونے پر) نگاہیں نیچی رکھیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ مدعا سمجھ گئے اور منہ پھیر کر ایک طرف کھڑے ہو گئے لیکن جب خاتون سوار ہوئیں تو اونٹنی بدکی اور خاتون کا کپڑا کجاوے میں اُلجھ کر پھٹ گیا اور وہ پکار اُٹھیں۔

خاتون:۔ تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی کئے کرائے (کوتاہی ولغزش) کا نتیجہ ہے۔

pdfelement

Remove Watermark Now

خاتون گویا حضرت عبداللہ کو توجہ دلا رہی تھی کہ یہاں کچھ مشکل آگئی ہے۔ حضرت عبداللہ سمجھ گئے اور اونٹنی کا پیر باندھا اور کجاوے کے تسمے درست کیے۔ خاتون نے حضرت عبداللہ کی مہارت وقابلیت کی تحسین کرنے کے لئے ایک آیت کے ذریعے اشارہ کیا۔

خاتون:۔ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کو اس معاملے میں فہم وبصیرت دی اور پھر جب سواری کا مرحلہ طے ہوگیا تو خاتون نے سواری کا آغاز کرنے کی آیت پڑھی۔

"پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے مفید خدمت کے قابل بنا دیا۔ ورنہ ہم اپنے بل بوتے پر اس قابل نہ تھے۔ اور یقیناً ہمیں لوٹ کر (جواب دہی کے لئے) اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

اب حضرت عبداللہ نے اونٹنی کی مہار تھامی اور حُدیٰ (عربوں کا مشہور نغمہ سفر) الاپتے ہوئے تیز تیز چلنے لگے۔

خاتون:۔ اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو اور اپنی آواز دھیمی رکھو۔

حضرت عبداللہ بات سمجھ گئے اور آہستہ آہستہ چلنے لگے اور گنگنانے کی آواز بھی پست کردی۔

خاتون:۔ پھر قرآن میں جتنا آسانی کے ساتھ پڑھ سکو پڑھو یعنی فرمائش ہوئی کہ حُدیٰ (شعرو نغمہ) کے بجائے قرآن میں سے کچھ پڑھیے۔ حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن پڑھنے لگے اور خاتون نے اس پر خوش ہوکر کہا۔ "اور اہل دانش ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ نے کچھ دیر قرآن پڑھنے کے بعد کہا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: اے خالہ! کیا آپ کے شوہر ہیں؟

خاتون:۔ اے ایمان والو! ایسی باتوں کے متعلق نہ پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر جائیں تو تمہیں بُری معلوم ہوں (خاتون کا مطلب یہ تھا کہ اس معاملے میں سوال نہ کرو اور قرینہ بتا رہا تھا کہ غالباً خاتون کے شوہر فوت ہوچکے ہیں) آخر کار ان دونوں نے قافلے کو جا پکڑا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: اس قافلہ میں آپ کا کوئی لڑکا یا عزیز ہے جو

آپ سے تعلق رکھتا ہے۔

خاتون:۔ مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں (یعنی میرے بیٹے بھی قافلے میں شامل ہیں اور ان کے ساتھ مال واسباب بھی ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: آپ کے لڑکے قافلہ میں کیا کام کرتے ہیں۔ (موصوف کا مدعا یہ تھا کہ ان کو پہچاننے میں آسانی ہو)

خاتون:۔ اور نشانیاں ہیں اور ستاروں سے وہ راہ پاتے ہی۔ (مفہوم یہ تھا کہ وہ قافلہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں)۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ: کیا آپ ان کے نام بتا سکتی ہیں؟

خاتون:۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو دوست بنایا اور موسیٰ سے کلام کیا۔ اے یحییٰ اس کتاب کو قوت سے پکڑو (ان تین آیتوں کو پڑھ کر خاتون سے بتا دیا کہ نام ابراہیم، موسیٰ اور یحییٰ ہیں)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے قافلہ میں ان ناموں کو پکارنا شروع کیا تو وہ تینوں نوجوان فوراً حاضر ہوگئے۔

pdfelement

خاتون:۔ اپنے لڑکوں سے (اپنے لوگوں میں سے کسی کو اپنا سکہ (یعنی نقدی) دے کر شہر میں (کھانا خریدنے کے لئے) بھیجو اور اسے چاہیے کہ دیکھے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے۔ پھر اس میں سے تمہارے پاس روزی لے آئے (یعنی لڑکوں کو کھانا کھلانے کی ہدایت کی) اور جب کھانا لایا گیا تو خاتون نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے کہا۔

خاتون:۔ ہنسی خوشی کھاؤ پیو! بہ سبب اس اچھے کام کے جو تم نے گزشتہ ایام میں کیا اور ساتھ ہی دوسری آیت پڑھی جس کا منشاء یہ تھا کہ میں آپ کے حُسنِ سلوک کی شکر گزار ہوں۔ نیکی کا بدلہ نیکی ہی سے ہوسکتا ہے۔ یہاں تک پہنچ کر یہ مبارک گفتگو ختم ہوگئی اور اس ضعیف خاتون کے لڑکوں نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ ان کی والدہ چالیس سال سے اسی طرح قرآن ہی کے ذریعے گفتگو کررہی ہیں۔ سبحان اللہ!

Remove Watermark Now

حضرت علی رضی اللہ عنہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

یوم علی ۲۱ رمضان المبارک کی مناسبت سے ایک اچھوتی تحریر

از: ڈاکٹر ثناء اللہ رانا الازہری، اسسٹنٹ پروفیسر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی فیصل آباد

حضور ﷺ کے چچازاد بھائی سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اسلامی تاریخ کی ایک بلند پایہ شخصیت ہیں۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ کسی قوم کی تاریخ کے جنگی ہیروز کی اہمیت صرف میدان جنگ کے حوالے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح سیاسی ہیروز کی اہمیت صرف سیاسی میدان میں ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض بادشاہوں، قائدین علماء، فقہاء قضاۃ یا مفکرین کو دنیا صرف ان کے مخصوص شعبہ اور دائرہ کے اعتبار سے جانتی ہے اور ان کا ذکر صرف ان کے خاص شعبے میں ہی ہوتا ہے۔

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہم ان تمام شعبوں میں ایک اعلیٰ قسم کا ایسا ماہر پاتے ہیں۔ جس کی مہارت و قابلیت کے سامنے بڑے بڑے ابطال دم بخود نظر آتے ہیں۔ وہ میدانِ جنگ کے شہسوار تو ہیں لیکن ان کی جنگ اسلامی فقہ کے تحت رہتی ہے۔ اور اس کی ہر پیش قدمی دینِ اسلام کے گہرے علم اور پاکبازی کا مظہر نظر آتی ہے۔ وہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے قائد تو ہیں۔ لیکن ان کی قیامت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کا ستون دینِ اسلام کی اطاعت ہے۔ ایک ایسی قیادت جس میں دھوکہ دہی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ وہ خلیفہ عظیم تو ہیں لیکن ان کی خلافت زاہدین کی عاجزی علماء کے ضبط قضاۃ کے عدل عارفین باللہ کے یقین کامل سے مزین و مرصع نظر آتی ہے۔

گویا کہ حضرت علی رضی اللہ علیہ ایک خوف خدا رکھنے والے امام ایک متقی اور پرہیزگار جرنیل ایک پاکیزہ عالم دین، ایک ذہین جج اور دینِ اسلام کا جھنڈا عظمتوں اور رفعتوں کی بلند و بالا چوٹیوں پر لہرانے والے خلفاء راشدین میں سے چوتھے خلیفہ راشد ہیں۔ جو حضور ﷺ کے ہر وقت رفیقِ کار رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دارفانی سے اوجھل ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عظیم مرتبے اور ان کے عالی شرف پر مہر ثبت کرنے کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہی کافی ہے۔

''اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو اور تم کو پوری طرح پاک و صاف کردے'' (سورۃ احزاب الآیۃ ۳۳)

اس آیت کریمہ کی رو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اہلِ بیتِ کرام میں شامل ہیں جن کے بارے میں آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو تفسیرِ ضیاء القرآن جلد چہارم، صفحہ نمبر 2122)

اہلِ بیت کرام کی شان میں اس آیت کے نزول سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اہلِ بیت کرام کی شان بیان کرنا قرآنِ کریم کی تعلیم ہے۔ اور اس قرآن پاک کی تعلیم کو عام کرنے لئے عصرِ حاضر کے عظیم شاعر، مفکر اور داعی اسلام حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے کلام میں اہلِ بیتِ کرام کی شان بڑے حسین و جمیل طریقے سے بیان کی جن میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں علامہ صاحب فرماتے ہیں۔

مسلم اول شہِ مردانِ علی — عشق را سرمایہ ایمانِ علی
از ولائے دود مانش زندہ ام — در جہاں مثل گوہر تا بند ام
نرگسم وارفتہ نظارہ ام — در خیابانش چوبو آوارہ ام
زمزم ار جو شد زخاک من ازوست — می اگر ریزد زتاک من ازوست
خاکم و از مہر او آئینہ ام — می تواں دیدن نوا در سینہ ام
از رُخِ او فال پیغمبر گرفت — ملت حق از شکوہش فر گرفت
قوت دینِ مبین فرمودہ اش — کائنات آئیں پذیر از دودہ اش

علامہ اقبالؒ کے فارسی اشعار کے اس مجموعے کو جب ہم گہری نظر سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ میرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور اہلِ بیتِ کرام

Remove Watermark Now

کے ساتھ کیا تعلق ہے۔فرماتے ہیں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں اور بہادروں کے سردار ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنہوں نے عشقِ رسول ﷺ کو اپنے ایمان کی بنیاد بنایا۔

۲۔ میری زندگی کی ساری پونجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ساتھ محبت ہے اور اس وجہ سے میں دنیا میں ایک گوہر نایاب کی طرح جانا جاتا ہوں۔

۳۔ میں نرگس ہوں یعنی سراپا آنکھ ہوں اور نظارے کے لئے بے خود ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چمن کی کیاری میں خوشبو کی طرح ادھر اُدھر اُڑتا پھرتا ہوں۔

۴۔ میری مٹی سے زمزم اُبل رہا ہے۔تو یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برکت ہے اور اگر میری آنکھوں کی بیل سے شراب ٹپک رہی ہے تو یہ بھی انہیں کی نوازش کا کرشمہ ہے۔

۵۔ میں مٹی ہوں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت نے مجھے آئینے کی طرح روشن اور شفاف بنادیا ہے۔اور کیفیت یہ ہے۔کہ میرے سینے سے جو آواز اُٹھ رہی ہے وہ بھی جسم کی صفائی کے باعث صاف دیکھی جاسکتی ہے۔

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی کا وہ درجہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کا چہرہ دیکھ کر فال لیا کرتے تھے اور ہمارے ملت کو جو شان وشوکت حاصل ہوئی وہ انہیں سے لی گئی تھی۔

۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا اس سے دینِ اسلام کو قوت حاصل ہوئی۔دنیا کو انہیں کا خاندان سے قانون، آئین اور دستور ملا۔

قارئین کرام! حقیقت تو یہ ہے کہ علامہ اقبالؒ نے جس خوبصورت پیرائے میں اہلِ بیت کرام خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی عقیدت ومحبت اپنے گہرے روحانی تعلق اور شانِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بیان کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینے والے تو بہت لوگ ہیں جس میں بڑے بڑے مفکر بھی ہیں۔بڑے بڑے مدبر بھی ہیں۔بڑے بڑے مصلح بھی ہیں لیکن عظمت

محبوب رسول سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے کی توفیق ہر کسی کو نصیب نہیں ہوئی لیکن مختلف قسم کے خدشات اور اسباب اس سعادت کے حصول میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو علامہ اقبالؒ اس میدان میں دورِ حاضر کے تمام مفکرین سے آگے نظر آتے ہیں۔

ان اشعار میں جو سب سے زیادہ اہم بات مجھے نظر آئی وہ یہ ہے کہ علامہ اقبالؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور ان کے تمام صفات وفرمودات کو اسلام کی قوت قرار دیا یعنی آپ نے دینِ اسلام کی نشر واشاعت اور اس کی حفاظت کے لئے بھر پور کردار ادا کیا۔اور جب اپنا ذکر کیا تو پھر بھی اپنی طہارت وپاکیزگی تربیتِ قلب وروح کا ذکر کیا جو انہیں محبت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صدقے سے عطا ہوئی۔کیونکہ دورِ حاضر کے مسلمان کو ایک پیغام دینا چاہتے ہیں اور اس کے سامنے ایک ماڈل کے طور پر اسلام کردار رکھنا چاہتے ہیں جس کے لئے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔آیئے علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند شعر اور ملاحظہ فرمائیں۔

مندرجہ ذیل اشعار میں علامہ اقبالؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جن مختلف ناموں کی تشریح بیان فرماتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ابوتراب ۲۔یداللہ ۳۔کرّار ۴۔باب مدینہ علم

علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر کہ دانائے رموز زندگیست	سرِ اسمائے علی داند کہ چیست
خاک تاریکے کہ نام او تن است	عقل از بیداد او در شیون است
فکر گردوں رس زمین پیما ازو	چشم کور و گوش نا شنوا ازو
از ہوس تیغ دورو دارد بدست	رہرواں را دل بریں رہزن شکست
شیر حق ایں خاک را تسخیر کرد	ایں گل تاریک را اکسیر کرد
مرتضیٰ کز تیغ او حق روشن است	بو تراب از فتح اقلیم تن است
مرد کشور گیر از کراری است	گوہرش را آبرو خود داری است

pdfelement

Remove Watermark Now

زیر پاش اینجا شکوہ خیبر است — دست او آنجا قسیم کوثر است
از خود آگاہی ید اللّٰہی کند — از ید اللّٰہی شہنشاہی کند
ذات او درواز شہر علوم — زیر فرمانش حجاز و چین و روم
از گل خود آدمے تعمیر کن — آدمے را عالمے تعمیر کن

۱۔ جو شخص زندگی کے بھید جانتا ہے اسے علم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لقب اور ناموں میں کیا اسرار ہیں۔

۲۔ وہ بے نور مٹی جس کا نام جسم ہے عقل اس کے ظلم سے آہ وفریاد کر رہی ہے۔

۳۔ جس کی فکر کی پرواز آسمان تک تھی اس جسم نے اسے جکڑ کر زمین ناپنے کا گز بنا رکھا ہے۔ آنکھیں اس وجہ سے اندھی اور کان بہرے ہو گئے۔

۴۔ اس جسم نے ہوس کی دو دھاری تلوار اُٹھا رکھی ہے اور یہ ایسا خوفناک راہزن ہے کہ جس کی وجہ سے راستے میں چلنے والو کے دل لُٹ گئے ہیں۔

۵۔ خدا کے شیر نے اس مٹی کے نام جسم ہے تسخیر کر لیا ہے۔ یہ مٹی بالکل بے نور تھی مگر اسے اکسیر بنا دیا۔

۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وجود مبارک ہیں۔ جن کی تلوار سے حق وصداقت دنیا میں روشن ہوئے انہوں نے جسم کی حکومت پر فتح حاصل کر لی ہے۔ اور اس وجہ سے ابو تراب کا لقب ملا۔

۷۔ جب تک انسان اپنے اندر کراری (پلٹ کر حملہ کرنا) کی صفت پیدا نہ کر لے سلطنت پر فتح حاصل نہیں ہوتی اور خودداری ہی کی برکت سے اس گوہر کی آبرو قائم ہے۔

۸۔ خیبر کی شان وشوکت اس دنیا میں اس کے پاؤں کے نیچے ہوتی ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے حوضِ کوثر کا ساقی بنا دیتا ہے۔

۹۔ وہ اپنی ذات کو پہچانتا ہے اس لئے خدا کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ خدا کا ہاتھ بن جانے سے اسے شہنشاہی مل جاتی ہے۔

۱۰۔ اس کی ذات علوم کے شہر کا دروازہ بن جاتی ہے۔ حجاز، چین و روم سب اس کے زیر فرمان آجاتے ہیں۔

۱۱۔ اپنی مٹی سے ایک نیا آدم پیدا کر پھر اس آدم کے لئے ایک نئے جہاں کی تعمیر کی۔

ان اشعار میں اپنی بات کا لب لباب اور مرکزی خیال بیان کر دیتے ہیں اور وہ مقصد نکھر کر سامنے آجاتا ہے جس کی خاطر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار کو تحریر کا جامہ پہنایا اور وہ دورِ حاضر کے مسلمان کے لئے ایک پیغام بھی ہے اور اس کے تمام مسائل کا حل بھی ہے وہ یہ کہ سب سے پہلے اپنی ذات کی تربیت کرو اسے طہارت و پاکیزگی سے روشناس کراؤ۔ قرآن و حدیث کو دوسروں تک پہنچانے سے پہلے اس سے خود مستفید ہونے کی کوشش کرو۔ اس کے بتائے ہوئے اصولوں کو لوگوں کو تبلیغ کرنے سے پہلے اپنے نفس امارہ اس مٹی کے جسم کی تبلیغ کرو۔ اس کی صفائی اور ستھرائی پر توجہ دو۔ اس کی سرکشی اور بغاوت کو کنٹرول کرو۔ نظام مصطفوی ﷺ کا نفاذ پہلے اپنی ذات پر کرو گے تو تم ہر میدان میں کامیاب و کامران رہو گے۔ کیونکہ علامہ اقبالؒ نے جب اپنی عظمت کی بات کی تو اس کا سبب صرف ایک ہی بتایا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رنگ میں رنگا گیا ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظمتوں اور رفعتوں کی بات کی تو ان سب کا سبب ایک ہی بتایا کہ انہوں نے اس مٹی کے جسم کی سرکشیوں اور بغاوتوں پر قابو پا لیا ہے۔ روحانیت و شفافیت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ ان کے شامل حال بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کرام کا ذکر کیا تو طہارت و پاکیزگی کی بات بطور خاص فرمائی۔ اور آج کا مسلمان بھی اگر اپنا کھویا ہوا مقام واپس لوٹانا چاہتا ہے۔ عزت و عظمت کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہے تو اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کرام کا اسوہ حسنہ بھی سامنے رکھنا ہوگا۔ جنہوں نے عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں بھی اپنا بے مثال مقام پیدا کیا۔ خواہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں یا آپ کے صاحبزادگان سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی طہارت و پاکیزگی میں سے کچھ حصہ عطا فرمائے۔ آمین

pdfelement

Remove Watermark Now

عہدِ نبوی کا پہلا جمعہ۔ تاریخی پسِ منظر

از: ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی صاحب

اسلام ایک دین ہے جو بنی نوع انسان کی حیات کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔ اسلام کی دعوت ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے کی دعوت ہے۔ جہاں ہر فرد معاشرے ایک قانون کا تابع ہو۔ جہاں ہر انسان اصولوں کا پابند اور ایک دوسرے کے لئے جانثاری کا جذبہ رکھتا ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر ایسا ہی معاشرہ قائم کرنے کا اہتمام کیا گیا مگر ظلم کے خوگر، بدی کے رسیا اور گناہ کے عادی بپھر گئے۔ یہ پیغام تو اُن کی خودسری کے لئے پیغام فنا تھا۔ وہ تکبر وغرور کی بداندیشی کے اسیر تھے برتر و کم تر کی تقسیم پر کاربند تھے۔ انہیں اسلام کی دعوت پسند نہ آئی کہ حق کا بول بالا ہو گیا۔ تو اُن کے استبداد و اقتدار پر زوال آجائے۔ مظلوم کی اعانت ہونے لگی تو ظلم کے ہاتھ بے توفیق ہو جائے گا۔ زیردستوں کو شعورِ حیات عطا ہو گا۔ تر زبردستوں سے حق تحکم چھن جائے گا۔ روشنی کی آمد تاریکی کے لئے پیغام فرار ہوگی۔ شفاء کا نزول مرض کے خاتمہ کا اعلان ہوگا۔ سب کچھ بدل جائے گا۔ تکریم کے پیمانے اور تعظیم کے رویئے یکسر تبدیل ہو جائیں گے۔ اہلِ مکہ اس انقلاب کے ظہور کو محسوس کرنے لگے تھے اس لئے ہر قیمت پر اس انقلاب کے داعی کا راستہ روکنے کا سامان کرنے لگے۔ ماحول کو ابھی تیار ہونے کے لئے وقت درکار تھا اور دین کی سربلندی کسی اور مرکز کی متلاشی تھی۔

یہ مرکز مدینہ منورہ تھا جہاں اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی محنت رنگ لا رہی تھی۔ گھر گھر میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سنائے جا رہے تھے۔ اہل مدینہ جابروں کا جبر برداشت کرتے رہے تھے۔ نفاق وافتراق نے اُن کو آپس میں دست وگریباں کر رکھا تھا۔ ماضی کا تجربہ، اہل کتاب کی ہمسائیگی اور ظلم وجور سے نفرت انہیں اسلام کے قریب لے آئی تھی۔ جذبہ بیدار ہو جائے تو فاصلے سمٹ جایا کرتے ہیں۔ وہ لمحہ آ گیا تھا کہ انقلاب اسلامی کا مرکز مدینہ منورہ منتقل ہو جائے۔ داعی حق ﷺ نے ہجرت کی اجازت دے دی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ جانے لگے۔ یہ سفر بتدریج طے پایا اور آخر وہ موقع بھی آیا کہ خود حضور ﷺ

نے ہجرت کا فیصلہ کر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لئے چھوڑ دیا کہ دشمنوں کی امانتیں واپس کر دی جائیں۔ دشمنی کی حد ہو گئی تھی۔ اہل مکہ جان لینے پر تُل گئے تھے۔ مگر نبی رحمت ﷺ اسلامی تعلیمات کے اجراء و نفاذ سے سرمو اغماض پر تیار نہ تھے۔ مخالفت اصولوں کا سودا کرنے کا باعث نہ بن سکی تھی۔ جان کا خطرہ مگر دیانت کا مظاہرہ اسلام کا امتیازی نشان بنا۔ گردن کٹ سکتی تھی۔ ضابطے نہ ٹوٹ سکتے تھے۔

سرورِ کائنات ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لئے مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ رہے تھے۔ جان کے دشمن تلاش میں نکلے۔ وادیوں میں تلاش ہوئی پہاڑوں و کوہساروں کو پہنائیاں سر کیں مگر انہیں یہ خبر نہ تھی کہ۔

والله يعصمك من الناس (المائدہ 72)

''اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے پناہ دینے والا ہے''

کا حصار بڑا قوی ہوتا ہے۔ جو وادی مکہ میں اپنے ارمان پورے نہ کر سکے۔ راستوں میں کیسے روک سکیں گے۔ یہ قافلہ نجات رواں دواں تھا۔ سُراقہ کا تعاقب راہِ حق کے مسافر کے آڑے نہ آ سکا۔ بنو اسلم کا گروہ انعام کی طلب لے کر نکلا تھا۔ مگر انہیں دنیا ہی نہیں دین کا انعام حاصل ہو گیا تھا۔ یہ مختصر قافلہ نور وہاں جا رہا تھا۔ جہاں دین کو معاشرے کی سروری حاصل ہونے والی تھی۔ مکہ مکرمہ سے مہاجرین ایک ایک فرد کی حیثیت سے نکلے تھے۔ کہ انہیں مدینہ منورہ کے اجتماع میں ضم ہوتا تھا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر، افراد کا اجتماع کے ربط میں پیوست ہونے کا سفر تھا۔

تعاقب ناکام ہوا کہ تاریکیاں روشنی کی لہر کو روکنے کی ہمت نہیں رکھتیں۔ نور پیدا ہونے کا عزم کر لے تو دبیز اندھیرے بھی پسپا ہو جایا کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ سراپا استقبال تھا کہ نورِ نبوت کی شعاعیں اہل مدینہ کے قلب و نظر کو جلا بخش چکی تھیں۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب، روشنی نظر آنے لگے تو طلوعِ آفتاب کا انتظار ہونے لگتا ہے۔ مدینہ منورہ سے باہر وادی قباء میں مہاجر اکٹھے ہو چکے تھے۔ تا کہ مدینہ منورہ میں رسول عالمین ﷺ کے داخل ہونے کے جشن کا نظارہ کر سکیں۔ چودہ روز

pdfelement

قباء میں قیام رہا۔ وہاں وہ مسجد تعمیر ہوئی جس کی کی اساس تقویٰ پر تھی۔ جسے پہلی مدنی مسجد ہونے کا شرف ملا تھا اور جسے آمدِ حق کی یادگار کے طور پر دائمی فضیلت حاصل ہوگئی تھی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ مکرمہ ہی میں تھے کہ جمعہ کی اجازت ہوگئی تھی۔ جمعہ اجتماع کا تقاضا کرتا ہے اس لئے ادا نہ ہوسکا۔ اگرچہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اس کی ادائیگی کا پیغام مل چکا تھا۔ جمعہ سید الایام ہے کہ اس کی فضیلت عیدین سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے کہ یہ دین کی عظمت کا حوالہ اور اجتماعی ربطہ کا وسیلہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ قباء سے جمعہ کے روز شہر کی جانب روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ساتھ تھے۔ اور ہر بستی والے استقبال کو حاضر تھے۔ بنو سالم کی وادی میں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہوا۔ آج عجیب منظر سامنے تھا۔ مواخات و یگانگت کا درس دینے والا، شہر محبت میں داخل ہوا چاہتا تھا۔ کثیر تعداد ساتھ تھی۔ مکہ مکرمہ میں ملنے والی اجازت کے عملی نفاذ کا سامان بہم تھا۔ ارشاد ہوا اسی وادی میں نماز جمعہ ادا ہوگی۔ خطبہ ارشاد فرمایا۔ نماز ادا ہوئی مسجد جمعہ یا مسجد الوادی اسی عظیم دن کی یادگار کے طور پر قائم ہوئی۔ ایک مختصر سی مسجد مگر اجتماعی کے قیام کا نقطہ آغاز۔

یہ پہلا جمعہ تھا۔ جو مدینہ منورہ کے مضافات میں ادا ہوا۔ یہ اعلان تھا کہ مدینہ منورہ اہل اسلام کے لئے ایک ایسا مرکز بننے والا ہے۔ جہاں سب ایک دوسرے سے کندھا ملا کر آگے بڑھیں گے۔ یہ وہ لمحہ تھا جب اسلام کے معاشرتی انقلاب کی بنیاد رکھی گئی۔ اب چھپ چھپ کر نیکیاں نہ ہوگی۔ نیکی معاشرے کا مزاج بن جائے گی۔ سطوت اسلامی کا اظہار ہوگا اعلائے کلمہ حق کے آوازے گونجیں گے اور

جاء الحق وزهق ال باطل (الاسراء18)

''حق آگیا اور باطل نابود ہوا''

کے زمزے دل ونظر کو تسخیر کریں گے۔ یہ پہلا جمعہ ہی نہ تھا۔ معاشرے کی خشتِ اول تھی۔ یہی روح جب مسجد نبوی میں بیدار ہوئی تو اسلام کی سلطانیت آشکار ہوگئی۔

غوث الامت حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ و پیر ثانی غزنوی رحمۃ اللہ علی کے سالانہ عرس مبارک کی رپورٹ

رپورٹ: محمد عدیل یوسف صدیقی

قارئین کرام! تاریخ اس بات پر شاہد ہے۔ کہ برصغیر پاک و ہند میں فیضانِ قرآن وحدیث کی تقسیم اور اشاعت دین میں اہم ترین کردار اولیاء اللہ کا ہے۔

''حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ کہ اللہ جب اپنے بندے سے پیار فرماتا ہے کہ جبریل علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ میں اپنے فلاں بندے سے پیار کرتا ہوں توں بھی اس سے پیار کر۔ اور پھر آسمانوں میں اس کی محبت کا اعلان کرادیا جاتا ہے۔ پھر زمین پر اس کی محبت کے ڈنکے بجائے جاتے ہیں۔ تو وہ بندہ خدا مخلوقِ خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ ایام زیست میں ہی نہیں بلکہ جب تک زمانے کی زندگی ہے ان کے پیارے میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ انہیں عظیم محبوبانِ خدا میں سے ایک عظیم المرتبت وجود نیریاں شریف کے تاجدار نقشبندیوں کے دلدار، قاسمِ فیضانِ نبوت حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

حسب سابق امسال بھی جونہی عرس مبارک کی تاریخ کا 6-7 جون بروز ہفتہ اتوار اعلان ہوا تو پورے ملک میں عاشقانِ رسول ﷺ نے اشتہارات، فلیکس، وال چاکنگ اور اخبارات کے ذریعے خوب تشہیر کی۔ ملک کے کونے کونے سے اپنے پیر و مرشد کی محبت کے دیپ جلا کر لوگ مقررہ تاریخ سے قبل ہی دربار فیضبار پہنچنا شروع ہوگئے تھے۔ دربار شریف اور مرکزی مسجد کو لائٹس سے خوب صورت سجایا گیا تھا اور شریک بزم محبت ہونے والوں کے لئے قیام کا انتظام محی الدین اسلامی یونیورسٹی کے کثیر تعداد کمروں میں کیا گیا تھا اور لنگر شریف کا وسیع انتظام تھا۔ جو کہ مسلسل اعلانات کر کے یونیورسٹی کے وسیع وعریض صحن میں تقسیم ہوتا رہا۔ لنگر تھا کہ نور کے نوالے۔ لنگر شریف اور مہمان نوازی کی تمام تر ذمہ داریاں مرشد کریم کے لختِ جگر پیر طریقت صاحبزادہ پیر محمد سلطان

العارفین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ بطریق احسن سرانجام دیں۔

5 جون بروز جمعۃ المبارک کو حضور مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے جمیع اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے عظیم الشان خطاب فرمایا۔ وہ خطاب کیا تھا۔ پھولوں کا ایک گلدستہ، شرابِ محبت کا چھلکتا ہوا جام، لفظوں کا وہ مجموعہ جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل، وہ آبِ حیات جو مردہ دلوں کو جلا نصیب ہو، عشق نبی ﷺ کی وہ صدا کہ جس سے زمانے میں بہار آئے اور کوثر و تسنیم کا وہ جام جس سے معرفتِ خدا نصیب ہو۔

میرے قلم میں یہ طاقت نہیں کہ ان دلکش مناظر کو احاطہ تحریر میں لا سکوں۔ وہ تو جو جو شریک بزم محبت تھا وہ خود تو خود ہی جان گیا ہوگا۔

نماز مغرب کے بعد مرکزی جامع مسجد محی الدین میں جگر گوشہ حضور مرشد کریم صاحبزادہ والا شان پیر طریقت علامہ پیر نور العارفین صدیقی صاحب نے قرآن و سنت کی روشنی میں علمی، روحانی، اصلاحی خطاب فرمایا۔ یہ عظیم الشان تقریب اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ نماز عشاء کے قبل اختتام پذیر ہوئی۔

6 جون بروز ہفتہ بعد از نماز مغرب دربار فیضبار کے وسیع و عریض صحن میں عاشقوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود تھا۔ مرشد کریم کے حکم پر دوسری نشست کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ نامور ثناء خوانِ رسول ﷺ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔ ملک کے نامور قراء کرام نے نہایت احسن انداز میں تلاوت قرآن مجید سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ محفل حسنِ قرات کے دوران علماء کرام کی کثیر تعداد اسٹیج کی زینت بنی۔

مرشد کریم نے مجھ ناچیز عدیل یوسف صدیقی کو طلب فرمایا اور علماء کرام کے خطابات کروانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تعمیلِ ارشاد پر علماء کرام نے درسِ قرآن و حدیث سے حاضرین کو منور فرمایا۔ دُعا پر دوسری نشست کا اختتام ہوا۔

7 جون بروز اتوار پہلی نشست کے آغاز سے پہلے ہی پنڈال سج چکا تھا اور بھر چکا تھا۔

پہاڑوں پر اور درختوں کی مضبوط ٹہنیوں پر مضبوط اعصاب کے مالک خوش بخت لوگ اپنے مرشد کریم کے جلوؤں کی خیرات لینے جلوہ افروز ہو چکے تھے۔

لا الہ الا اللہ کی صداؤں میں قافلے جوق در جوق پہنچ چکے تھے۔ ہر طرف عاشقوں کا ہجوم نظر آرہا تھا۔ دن گیارہ بجے نورانی وجدانی ایمانی عرس کی تقریب سعید کا آغاز ہوا۔ ملک و بیرونی ملک سے تشریف لائے ہوئے معزز علماء کرام نے حضور مرشد کریم کی علمی خدمات اور تحریکِ تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کی گراں قدر کاوشوں کو سراہا۔ انگلینڈ سے تشریف لائے ہوئے علماء نے حضرت علامہ محمد نواز ہزاروی صدیقی صاحب، حضرت علامہ صاحبزادہ مصباح المالک صدیقی صاحب، حضرت علامہ غلام ربانی افغانی صدیقی صاحب، حضرت علامہ غلام جیلانی صدیقی صاحب نے مدلل اور عظیم الشان خطابات فرمائے۔

پیر طریقت صاحبزادہ علامہ ظہیر الدین صدیقی صاحب کے لختِ جگر حضور مرشدِ کریم کے نواسے صاحبزادہ علامہ حماد الدین صدیقی صاحب نے انگلش میں خطاب فرمایا۔ آزاد کشمیر کے وزراء بھی حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ دربار حضرت سلطان باہو کے سجادہ نشین پیر خالد سلطان صاحب نے عقیدتوں کا اظہار فرمایا۔ صاحبزادہ علامہ حامد سعید کاظمی سابق وفاقی وزیر نے بھی خوبصورت خطاب فرمایا۔ اب وہ گھڑیاں آن پہنچی۔ جن کا انتظار دربار فیضبار پر موجود لاکھوں خواتین و حضرات کو تھا اور کروڑوں اُن خواتین و حضرات کو بھی تھا جو نور ٹی وی اور اے آر وائی کیو ٹی وی پر اپنے مرشد کریم پیکرِ جود و عطاء مرجعِ خلائق حضور قبلہ عالم پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دیدار، خطاب اور دعا کے لئے بے قرار تھے۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں مرشد کریم نے تمام حاضرین اور امت مسلمہ کی بھلائی کے لئے دعا فرمائی۔ اس طرح یہ ایمانی وجدانی مناظر دلوں کی دنیا میں انقلاب بپا کرتے ہوئے خالی دامن بھرتے ہوئے اختتام پذیر ہوئے اور اس کیف و مستی میں زبانِ حال سے ہر کوئی یوں عرض گزار تھا۔

خدا آباد رکھے سلسلہ اس تیری نسبت کا
وگرنہ ہم بھری دنیا میں پہچانے کہاں جاتے

زیرِ اہتمام

محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل

زیرِ سرپرستی
آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت
سفیرِ عشقِ رسول سرتاج الاولیاء مرشدِ کریم
حضرت علامہ
پیر محمد علاؤ الدین صدیقی
صاحب ذات برکاتہم العالیہ
زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر
چیئرمین محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل
چیئرمین
نور ٹی وی

سیرت کی تعمیر • قلوب کی تطہیر
عقائد کی پختگی • اعمال کی درستگی
کا موثر لائحہ عمل
پیش کرنے کا عظیم مرکز

محی الدین اسلامی یونیورسٹی

نیریاں شریف آزاد کشمیر میں

5 سالہ درسِ نظامی
الف اے
بی اے

ایم اے اسلامیات
ایم فل
پی۔ایچ۔ڈی
اسلامک سٹڈیز

کمپیوٹر کورسز

مڈل اور میٹرک پاس طلباء و طالبات کا

داخلہ جاری ہے

برائے رابطہ
صاحبزادہ
پیر سلطان العارفین صدیقی
نیریاں شریف
آزاد کشمیر

0333-5249094

حضرت قبلہ ڈاکٹر امتیاز احمد شیخ، ڈاکٹر محمود یوسف شیخ، شیخ فاروق یوسف، علامہ عدیل یوسف صدیقی

کی

والدہ ماجدہ

اور لختِ جگر
ڈاکٹر امتیاز احمد شیخ صاحب
حافظہ اقصیٰ شہزادی

سالانہ ختم شریف

3 جولائی
بروز جمعۃ المبارک
بعد از نماز عصر

ختمِ خواجگان، دعا پیر طریقت صاحبزادہ علامہ محمد معظم الحق معظمی صاحب

بمقام:۔ رہائش گاہ:۔ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی 186 میلاد روڈ گلشن کالونی فیصل آباد

صحت یابی کیلئے دعا فرمائیں ہر بیمار کیلئے

میرے اُستادِ مکرم حضرت علامہ حافظ محمد قطب الدین سیالوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔ عاشقِ درود شریف حاجی محمد نعیم نقشبندی صاحب گردہ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ اللہ رحیم و کریم اپنے محبوب کریم ﷺ کے لعابِ دہن کے صدقے صحت یاب فرمائے۔ آمین

طالبِ دعا:۔ محمد عدیل یوسف صدیقی عفی عنہ

بفیضانِ نظر

غوث الامت حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ ظلِ عاطفت

آفتابِ علم و حکمت واقفِ رموزِ حقیقت

سفیرِ عشقِ رسول سرتاج الاولیاء مرشدِ کریم

حضرت علامہ

پیر محمد علاؤالدین صدیقی

دامت برکاتہم العالیہ صاحب

زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر

چیئرمین محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل

چیئرمین

NOOR T.V

زیرِ نگرانی

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت

صاحبزادہ

پیر سلطان العارفین صدیقی

مرکزی جامع مسجد دربارِ فیضبار

نیریاں شریف آزاد کشمیر کے

نورانی

روحانی

ماحول میں

حصولِ رحمت و مغفرت کیلئے

آخری عشرہ میں

اِجتماعی اعتکاف کیجئے

نوٹ: گرم کپڑے گرم چادر ہمراہ لائیں

- سحری و افطاری کا بہترین انتظام
- روزانہ محافلِ ذکر و ختمِ خواجگان
- طاق راتوں میں شب بیداری
- تربیتی دروس

المشتہر محمد عدیل یوسف صدیقی

خادم دربارِ فیضبار نیریاں شریف

برائے رابطہ
0333-5249094